

النور والضيء

لمؤلفه

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب شوق سیرانوی
 شعبہ تالیف جامعہ محمودیہ رضویہ (لیاقت آباد)
 ضلع میانوالی

من لم يعمل الله له نوراً فاعلم ان نوراً

النور والضمير

حقيقه بشيرت المصطفى صلى الله عليه وسلم

عبد الله از غم تو با لا تراست
زانکه او هم آدم و هم جبر است
و بر او که غم تو با هم است
آدم هست و هم ز آدم قدم است
و ما پدید آمدن و درین دو سیت
تا نه منی از مقام ما رسید
خود را قبل از آمدن

مختلفه و شریعت تا این حد رسیده است
نوری جامع بر این من الهیه است و الحیاة پیچیده
(لیاقت آگاه)

گزارش احوال

الحمد للہ ۱۵۲۲

آج کل مفسدانہ خدمت دین اور اصلاح و استحکام اسلام کے نام
پر سلاہ لوح مسلمانوں کو فریب کے لئے کتا بچوں پختوں کی ایک مسلسل
کیپیہ رسائل و مقالوں کا ایک پیچہ طوفان بد تیزی برابر ہر جہاں آ رہا ہے
یہ زور مٹانے امت پر تبر کرنے کے سوا اہل حق کو کافر و مشرک کہنے کے سوا
عینی تحقیق و تفتیش اصطلاح و صورت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان نفرت و غلاظت
کے ظہور کو دیکھ کر دل ہون کے افسوس ہوتا ہے۔ یہ حکمت قرآن کے مفسر اللہ
روح حدیث کے معلم کاش کہی تو لیسر تقویٰ لویک ما لا تقفلون ؕ کے
فروع خداوندی کی گہرا یورنگ پہنچ سکے ہوتے اہل معرفت و ایمان کے علماء
شہم ہوں یا متاخر سابق ہوں یا لاحق۔ کے مقابلہ میں اپنے تئیں علی اود قرآن وانی
کے خال و خصلت پختہ واسطہ اہل میل و ملان اہل ایک لہ فرمایا اللہ ولا تافروا
الفکر ولا تباہروا بالالفاظ کے فلسفہ و حکمت پر غور فرمائیے تو
ایمان سلی کے لیئے کی نہ محنت ہی نہ پرتی بلائے کا واقعہ ہو۔ ہم ایک شاہ

آدم کہ فرادہ ہندو شریا مکھنہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رب کی زیارت اور دعاؤں
 و دعاؤں کی منیا باری سے لطف اٹھاتے ہوئے رہتے۔ یہ کہہ کر شکر کرتے تھے۔
 لیکن ساتھ ہی ایک ابن الوقت گردش فرما کر کسٹم غازیوں کے شانہ و شہاب
 کے ہتھ و لے جھاڑے کے مولوی صاحب کی سیع عزرائلی سے پہلوں پیوند ٹھہر
 کر معاوضہ کے لئے چلے جنایات میں گویا ہونے لگے کہ تجھ ہی سپاہیوں کے
 جہیز میں غنیمت و غنیمت مقرر ہے۔ ظرائق سے دھارے کرتے تھے وہ لوگ
 علیحدہ راہوں کے ماتحت ہونے لگے۔ دکان فرہین و غنیمت لگے۔

اپنا ایک مرد جو میں سے جو ہوا ہندوستان کا باشندہ تھا۔ چلے ہوا
 سہارا گیا۔ حوالہ ناکتانی صاف کیا آپ ہمیں کے صفات میں کسی ایسے حوالہ
 یا حدیث و مفسر کی نشان دہی فرماتے ہیں۔ میں نے کھڑ شریعت میں عالم حاصل
 کیا ہو اور پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر ایک کافر کو بھی مسلمان کیا ہو یا کسی
 ایک نیک شیعہ کی ہمت کو کھربا دیا ہو جنہیں تم مشرک و کافر گردان رہے ہو
 انہوں نے تو کابوئیں پر گشتہ انسانا اول کی رہبری کیا۔ یہ ہر گز وہ بیگم کی
 دستگیری فرمائی ہے۔ ادا قافلہ سے پرستوں کے زلزلہ کا ہے۔ مقرب صاحب
 اکل خاموش اور لب ہلا گئے۔ اس مرد میدان نے آگے بڑھ کر دونوں اعضاء
 سے منہ دلی کے ساتھ اس راہ دلی لاکھ اور ملائے اپنے عمر کے لئے کو پیش
 رکھا تھا اور وہی جاہل کسی سے حق حیرت سے لڑنے کے لئے لپک دیا تھا پھر لگا

شور و شاعری اور حافظ سپاہیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا پھر یہ معلوم اس اندر طوطی
 کی آواز پر گھٹن پر ایک بہت بڑی تاریخی صداقت ہے ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے
 میں کا اظہار سمجھ کر حیران و حیران رہے۔ وہ پھر کو کھٹن و کھٹن کے برابر ہے
 بادشاہ قدیم انہیں مقدس و عزیز یہ ہستیوں کے نام لیا ہیں۔ جہ کی تلمذ و
 ہے پناہی کا تو آشوب و سلطان حضرت دیویش کا صد قرآن اسلام عرب و ایران سے
 لیا کر ہمارے لئے مشکل ہے میں ہندوستان کے ہندوؤں اور شوالوں میں سے ہندو
 کی طرح داخل ہوا ہمارے کا تھی اسلاف اور برہمن و غلط لکھا آبا۔ انہیں کل
 نیک مشرک و بدعتی کہتے تھے۔ جہیں تم آئی رحمت اللہ علیہ اور رحمت انوار ہم
 لکھتے ہیں یہ ہر گز کھڑے تھیں کہ تھیں ان بدعتیوں کو جنہیں تم کافر ساز
 دست تک کر کے لقب سے قرار دے ہو اپنا ہر وہ پیشوا تسلیم کریں گی۔ اگر واقعی
 وہ بہت تھے تو دنیا انہیں ہو دنگد ہوں جاہلی اندوہ کرت آپ مر جائیں گے
 ورنہ اسے والی نہیں قہاری یہ تمام سب و شتم یہ ساری دیر و دنیا و دنیا
 سے ملنے کے بعد اہل ثواب کے ہر یہ قہاری نعت و انگیز خیریت و خلیقہ و دعوں کو
 پہنچاتے ہیں۔ پتا ہے۔

نام نیک رنگان مناسک لیکن
 شاہباز نام نیک یادگار

بے مثل کی تصویر

لغات اور معنی و سادگی کا ہر گوشہ اس بے مثل تصویر کے نقش و نگار سے
مزین ہے۔ انیس و اٹھ کا ہزار اویسویں صدی کی تاریخی شاعری سے آئینہ
عزت ہے۔ سورج اور ستارے، دریا سمندر اور کشتی، شہر و دیہات
اور سرسبز ملک کو ہر اقسام دیہات و مضافات و ریت و گھڑاں و درخت و درخت
اس محبوب کے سہارے و اللہ در اللہ کی۔

زنجیر نہ ہے۔ گھوڑا نہ ہے۔

نہ چنے نہ گھوڑا نہ پوٹے نہ ڈالی

و اللہ در اللہ کی۔

فرمایا۔ لولا خلق ملک ملسا خلفت الدنيا، کیلک موت
شخص احمدیت کا مقلد الود ہے۔ بلکہ نہ تو ہر شے کی ذات کی قسم
بے مثل ہے مثال ہے اور اس نے اپنے حبیب حبیب علیہ السلام
کو بے حبیب ہے مثال ہے مثال پیدا فرمایا ہے۔ کیلک بے مثل کا مقصد ش

ہی ہوتا ہے۔ خدا عز و جل فرمائیے۔

لا جب ہم قول و فعل میں شب و روز کے احوال و احوال میں حکم و احکام میں
آقائے نامدار علی ان علیہ وسلم کے سوا کسی کے قول و فعل کی کسی کے حکم و احکام کی
اتباع نہ کرتے تھے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کسی غیر کی فرمان برداری کو مٹا دیا
کہاوت ہے تو عذر و اعتقاد و اہم انہیں بے مثل، اور بے مثال ہی مانتے ہیں
وہ کسی تو ان کے بالقبائل کسی اور کا کہنا مان لینے کو شریعت سمجھتے

۱۱۔ اشیاء صمدت و میرت شریعت و شان ایں ایک دوسرے سے قنات
آئے ہیں گھر دیا۔ فعلنا بعضہم علی بعض، لیکن ہر چیز کو کلامی
حسب سے متبرک یعنی اتانص سے پاک کر کے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا مایوں
کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

ما بعث الله نبيا قط الا اعظمه حسن الوجہ

حسن الصوت او كما قال الله عليه وسلم

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا شخص رسول بنا کر نہیں بھیجا جو خوبصورت اور

خوش آواز نہ ہو

سو آپ کا جہن لامبری بے مثل بے مثال تھا۔ جب صورت کا روشنی میں
چلتے تو روشنی کا شمس آئینہ کی طرح دیواروں پر پڑتا، مگر شمس دیتے تو اندھیرا
راتوں کی تاریکیوں و درمیان میں۔ حضرت علی کو م اللہ وجہ سے درایت ہے

کہ ان مشکوٰی صغیر خود مراد یا نور علیہ اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واجب ہر مشق
 ہے تو معنی ہو گا قرآن خود میں ہے مثل ہے۔ لیکن ایسے شخص کی مشق
 جس پر نازل ہوا ہے وہ کھلاہ کوئی ہے۔ دکھاتے کیوں نہیں منکر کیا چھپاتے
 ہو۔ اور مسئلہ فدا ہونے تو دیکھو۔ خدا کی مار ان کی پیشکار جیسے صلیبی خطی
 کی لخت و نخواست ان بنوں و مشورہ پھر وہ پر برس رہا ہے۔ ہفتونہ
 (۱) جہلا جیسے خود رب الملکین قرآن میں محمد کہیں توڑت ہیں انھوں کی بھی
 میں خود کے نام سے پکاریں۔ محمد کے یہی تو مشتقات تھے جو اس کی ذات
 بابرکات رضم ہو گئے پھر اس کی مثال کہاں سے آئے۔ جس کی ذلت پر
 خود بنائے دالہ کو تار ہو۔ اور پھر جب اس ہے مثل بیوب نے حقیقت
 کے آئینے میں اپنے رخ انہی کا جھلک دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا۔

انا اعلمکم واختناکم والفقہ

جسے بازوں نے دیکھا تو احسن الناس احمد الناس اكرم الناس پکار رہے۔
 کقول النور رضی اللہ عنہ مکان احسن الناس اجدہ الناس
 واشجع الناس متفق علیہ۔ جنہوں نے دیکھا اس کی راہ میں بھیڑ
 پھائیں۔ اس کے قدموں پر دل چھاؤ رکھے۔ اس کے علم پر اپنی امداد طلبہ کے
 سر کٹا دیئے ان ایمان سے سمجھ لوں کو جبرائیل کو انھوں دیکھنے دار کو قرآن و احسن
 کو قرآن والے سے خود قرآن ختم والوں کو یہ شہادت کی آواز کہیں سنائی دیتی ہے

لہذا اؤشد قبلہ ولا یجوز ان یسئل من ان کی مثال نہ ان سے چھپے والوں
 پر دیکھی نہ بعد والوں ہیں۔

۱۰۱ آپ کا ذات ہفتی فیض و برکات خوارق و معجزات میں بھی ہے مشق تھے
 نہ آپ کے زہد میں کوئی دیکھا۔ نہ آپ سے پہلے کوئی سنا۔ ان فضا کی حمید
 اور خوارق عجیب کی وجہ سے جس نے دیکھا، نہیں فرستہ کیا۔ فرشتے آپس
 میں ایک دوسرے کی مشق تو جو سکتے ہیں لیکن فرشتوں نے بھی آپ کو دیکھ کر
 بے مثل ہی سمجھا اور خوارق الہی اللہ کیا۔

۱۰۲ اذاعہ میں کی گاہوں کی صفت۔ واعیل جس کی زبانوں کی تعریف ہے۔
 والشخص جبریل علیہ السلام کی مدح و ثناء ہے۔ والفقہ جس کھڑے کا نقشہ ہے اس
 کا ہر سرور ہے اس کا ثانی کہاں ہے وہ خود اپنی زبان فیض بیلوں سے
 فرمائیں۔ قصہ تہذیب مشام

۱۰۳ قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مشق ہے
 اسی طرح اس کی صفات بھی ہے مثل ہیں۔ وہ بلا اتفاق قرآن کریم جانتے کلمات
 و معنات ہے۔ بالغہ نقیض و بیوب ہے۔ تو میں یہ پاک کلام نازل ہونے والی کی
 مشق کہنے و سر اس طرح ہو سکتا ہے۔ خدائے قدوس نے فرمایا۔
 فاتو بسورۃ من مثله ان کنتم صلیبہ
 اس کی طرح ایک سورۃ ہی بناؤ اگر تم چاہے ہو۔ مفسرین نے لکھا ہے۔

کوئی مثل کوئی ہم رنگ نظر کن نہیں کیا
پھر تو کہے کہ یہ آخر کیا تھا

(۸) الحمد للہ اہل حق سب اسم تفضیل کے صفیہ ہیں۔ سخت حرب میں
لہذا جہاد و فتنہ کو باقی ناس سے مستثنیٰ کرنے کے لئے استعمال ہوتے
ہیں۔ اسم تفضیل وہ صفت ہے جو دوسرے میں موجود نہیں ہوتی۔ اور صفت
جب تک اس صفت میں بے مثل نہ ہو نہ مفضل صحیح ہے نہ مفضل علیہ۔
(۹) اگر کسی چیز میں دوسرا اس کی مثل ہے۔ تو وہ افضل و اکرم نہیں ہو سکتا
جب تک مشکل کا یہ معنی خیر کم نہ کیا جائے وہ سب سے افضل نہیں ہو سکتا
امثالہ یعنی اشرف حکم عالم پر لایا نہیں۔ استعمال ہوتا ہے۔ یوں الی اس پر مثل
حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ لایا الیہ کہنا ایسی صفت ہے کہ یہ صفت کوئی
انسان دوسرے انسان کو کوئی امیر اپنی رعایا کو کوئی حاکم اپنے حکوم کو کوئی بیعت
اپنے ظلم کو ہرگز ہرگز عطا نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔

واللہ اعلم بحیث یجمل ذلک

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس نے اپنی رسالت پر دیکر کیا ہے اظہار
ہی ہے کہ وہ صفت کوئی ہوگا۔ ورنہ دوسروں سے مل رسالت و نبوت ہونے
کی نفی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ پھر کہیے۔

(۱۰) جس نے وہی کیا وہ بے مثل جو چیز وہی کی گئی وہ بے مثل با بگر میں کی

طوف دی کیا گیا وہ بے مثل نہ ہو تو پہلی دونوں چیزوں کی بے مثلی غلط ہے پھر باقی
سب اس لئے قرآن نے قرعیت پشری سلامتی اعدائے اللہ اور ان میں مثلث
کا ذکر کر کے فرمایا کہ اگر حقیقت میں علیہ التوحید والتسلیم کو بے مثل کہ
دیا تاکہ کوئی کافر انہیں اپنے جیسا اور من کل الوجہ اپنی مثل نہ سمجھ سکے
پھر کہ کفار و مرتد کی مماثلت کو حقیقت کی مماثلت سمجھتے تھے اس لئے
الافتقار فی بیل جہاد و جنگ بیکہ قرآن میں کفار پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ان
حقیدہ دل پر و عیدوں کا بارش برساتے ہیں۔

بظن تریکیت خلوک الیک الامثال

دیکھتے تو سہی کہ کن جزوہ میں یہ اپنے آپ کو قہاری مثل سمجھتے ہیں۔
لہذا تو دیکھتا تھا صابرا کر ام کے جم ابراہیم خود و توان نبوت نے ایک مثل کا اعلان کیا
اللہ قرآن ہدایت ہے آپ بھی ہدایت ہیں قرآن رسول ہے۔ آپ
بھی رسول ہیں۔ قرآن کتاب ہے آپ بھی کتاب اللہ ہیں۔ قرآن مسلم علیہ
بے مثل ہے۔ فرمایا۔ لایا انوار بشارت۔ لہذا

لایا ذلک بے مثل مشابہ ہو وہ بھی یقیناً بے مثل ہی ہوگا۔ وہ
قرآن صحت ہے۔ قرآن ناطق ہے۔

وہو الحق و یحییٰ علیہ وینا امتنا علیہ وایضا علیہ و
یوحی اللہ عبد اقبال امینا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و سلم

انجمن طراز انبیا

اسلام کے روز ازل سے آج تک اہل سنت والجماعت کا سنا عقائد
اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات و اوصاف کو اللہ تعالیٰ نے خود بشریت اور لوازمات بشریت میں ہی
نما سے انسانی سے ممتاز افضل اور بے مثل مخلوق فرمایا ہے۔ لیکن کفار مکہ کی طرح
بعض ضعیف کھلانے والے نجدی الحقیقت شناسوں نے لیکر پڑاں ملت کی ایک
دھوکہ مندی ترتیب دے رکھی ہے۔ ہن کا اسلام صرف حضور پرورد علیہ اللہ
علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بروقت اپنے جیسا عام انسان ثابت کرنا ہے۔
اور اچھے پیچھے مارتے جاگتے سر کا نہایت کو بے صفت بشر کہنا اور کہنا نا ان
کا حیرت ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل قائم اور کھلم کھلا ہے جس کی تائید میں
سیکڑوں تہمتیں ہزاروں حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور پیش کی جا چکی ہیں۔ کہ
کسی انسان کا آنکھ کسی انسان کا صبح کسی انسان کی عقل کسی انسان کی نگاہی
مردت و شوکت کسی انسان کا ظاہری حسن و جمال کسی انسان کا باطنی فضل و کمال
ایسا نہیں مل سکتا۔ جب کہ مولیٰ کریم نے اپنے امتیاز کرام اور انصاف بنیاد

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہذا اگر کوئی انسان جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نفس بشریت پر اوصاف
بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عائلی ہوں تو وہ مسلک توہمیں ہو سکتا
باقی جو کہہ رہا ہے ہو سکتا ہے۔ میں اگر اس وقت اس مندرجہ بالا عقیدہ
کی تائید میں ان آیات و احادیث کا تذکرہ شروع کر دوں تو میرا اصل مدعا پھر
وقت ہو جائے گا۔ اور پھر کئی مجاہدات کی خیم گناروں اور وزیروں کی عزت پر
جھانکے گی۔ جیسا کہ پہلے خصائص گہری۔ مواسب کہنہ۔ معارج النبوة شفا نے
قائم کیا ہیں۔ نسیم الرباعی وغیرہ سینکڑوں بڑی بڑی کتابیں علمی موضوع شریف
پر ایمان و نسبت والوں نے تحریر فرمائی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آجکل
پڑھنے لکھنے مسلمانوں نے ایسی ایمان افروز نسبت افروز لڑائی کتابوں کا مطالعہ
بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور یہاں کے گانوں کے نقشوں کی طرح گندے اور غلط
کتابچوں کے دیکھنے کی عادت ڈال لی ہے جس سے ہی سہی غیرت ایمانی کی
تعماد بھی کچھ جاتی ہے۔ نسبت کے دلہا شتم ہو جاتے ہیں اور اسلام کی مرکز
اور مذکرہ نمبر سے جہل جاتی ہے۔ آج کل کی تمام ذہنی اور قلبی اسلاف کا اصل
سبب یہ ہے۔

والتحقیق فی احوال العرب و فرطہ۔

تخلیہ فی احوال العرب۔ بعض الظالمین علیہم السلام یقولون و یلیتونی

اخذت مع الرسول سبیلہ ۛ جس دن ظالم لوگ اپنے
اقتدار کو سوت ہلاک کی وجہ سے کاٹیں گے اور کہیں گے داتے کا ش!
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کی راہ اختیار کیا جرتی -

دائے آن ہائی کہ باور فرمائی فرسند
مردگان تن کہ باور فرمائی فرسند

قوله تعالى

سوف اسم یجعل الله لکم نوراً فصالحاً موت نور
جس شخص کو نورانیت کا حقہ نہیں ہے اسے کہیں بھی نور دکھائی نہیں دے گا
یہ ایک بین حقیقت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں توڑ دی ہیں لیکن
ان میں بصارت کی ہلک حجابیت نہیں فرمائی دلی تو دیا ہے مگر اسے بصیرت
کی دیک و درایت نہیں کی تو اسے دونوں جہازوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا -
فرمایا - من کان فی حیل ۱۴ صلی اللہ علیہ وسلم فی الآخرۃ علی
پوشمن و نیا میں آنکھوں کے باوجود نابینا اور اندھا بن گیا ہے اسے آخرت
میں بھی اندھا ہی اشیاء سمائے گا - اللہ کی پناہ ایسے ہر دم و گناہ سے اللہ لسانی کی
صفت کا کمال کا نہایت کے برزور سے عیاں ہے اللہ ہر چیزات تمام کائنات کا
اصل الاصل ہر اہم خالق کائنات کا مقصد و مأمول ہے۔ فیہولہ کونجی رسولوں

لا رسول یو۔ اللہ و آدم بہتہ ہوئے - فرماؤم آدمیاں ہو۔ سرور عالم و مالک
اسی ہی ماحی کہ باطن کو کوئی کال کوئی بخشی کوئی حیا نظر نہیں آتی - کیے کر کہہ -
نی حجب اللہ بنوہم کا مصلحت ہے -

تو بیگ اللہ ہی آنکھ نکال دینی چاہئے اسے بدشتی سے علوم کو دینی چاہئے -
اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین عربہ کی آنکھوں میں مٹی کی
سہ نیاں پھر دی ہیں یہی خالق ارض و سما کا حکم تھا وہی رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وسلم ہے لہذا ذاتی اعطایہ بارے میں ایسی شدید تاکید دانی کی توحہ رہتی
اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے پاس اعراض پھنکے
ہوئے کہ آسمان زمین کی خبریں دیتا ہے اللہ ہمارے حال کی خبر نہیں دے تو فرمایا
سوف صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو حجب ناک دیکھ کر فرما حضرت عمر رضی اللہ عنہ راتوں میں اسرار نہایت
در صحت نے دست بستہ عرض کیا -

وحینا ید اللہ ربنا و بالاسلام دینا و ببعہا فنبیا...

وہو فی اللہ من سول اللہ

اس قسم کے غالباً یہی ہے بصیرت پر فخر حیا و ولایت ہی مراد تھا اس
وقت سرور دست میرے سامنے جب اب نور الحسن شاہ صاحب بخاری کی بشریت
ہے اس کے چند فقرہ حوالہ اور تمام تحریر کا لب لباب آپ کے ملاحظہ

لکھ دیا جائے گا۔ اور یہ القاصد نامہ میں بھی لکھا گیا ہے۔

۱۔ صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہ مسائل طرہی دور کی پیداوار ہیں اور یہی کہ ایک گرتے بندے سے قصہ ہی نے ہی پر اڑا ضلالت کے صفحہ پر یہی نام فرماتا ہے کہ بریوی انگریزوں کی پیداوار میں انگریز اور شیوہ نے انہیں پر نہیں اصرار کیا انگریز کے زمانہ میں کسی بریوی کو کاشا بھی چھوڑا اور غیرہ وغیرہ۔ موصوفہ گذارش ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کو تمام ہندوستان چلنے اکتھا کرنے کی اجازت ہو انگریز بہادر نے ذی قیامت اور تمام ہندوستان سے مجاہدین کی مسلسل لگ روڑا کی جاتی رہی اور ناکامی کی صورت میں انہیں جیل جیسے پھانسی تاکہ یہ مغلوب بنایاں جہاں کتب نوچنا نہ شروع کر دیں۔ دہندہ یہ سب حضرات انگریز ہے جہاں کیوں نہیں کرتے تھے نا انگریز کو تمام وطنی اور مذہبی ہندوستان میں پاؤں ممانے کے لئے کھلا چھوڑ کر رہنے تھا کہ سکھوں سے جہاں کیوں فرض تھا۔ بلکہ آپ کے شہید صاحب نے تو امرامہ انگریزوں سے اچھا نشان دہا یا ہے بلکہ انہیں اپنا دشمن اور دوست مانا ہے۔ مولانا نے شعر و چھپ چکے ہیں اور انداز صاحب نے اسے کی تاریخ اسلام صحت کو تو اس کی شاہد عدلی ہے۔ اذی مگر یہی حضرات کہ پاؤں میں کاشا نہ پھینکے کی بات تو یہ اتنا بڑا سفید گھوٹ ہے کہ جس کی مثال غنی انکس نہ ہو اور لفظ حق پر آبادی ہوا انگریز کے سب سے بڑے دشمنی لفظ ہے۔ وہاں تو تھے جو

اندیمان میں سالہا سال تک جبر و ستم حضرت قبلہ منیا علیہ السلام صاحب سیاحی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے جن کی قوا کے سایہ ہمایہ کے نیچے سپہ احمدیہ مولانا صاحب نے شہر قندھار سے انگریز سے لڑا لکھا۔ اور آپ کے اساتذہ کی وطن دشمنی اور انگریز رستہ قواب ایسی الم نشرہ ہوئی ہے کہ کسی صواب سے اس کا چھپانا ناممکن ہے نہ ملاحقہ واقعات پر یہ پیشیت و کج حیات علیہ مرزا حیرت دہلوی کا صحت کا حال کہ وہ قوا کے سایہ ہمایہ کا سچا غور سے پڑھو اور انگریز دہشت کا شہکار تھے نہ تو سوچ اور یہ صحت اور صاف گوشتی شیشہ کی جھلک لگا کر دل کی آنکھ سے محظوظ ہو کر ہو گا۔ گراہی ہے روایا اور غیر منصفیہ سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا دوسری بات ہے یہ مجاہدین وطن تو صرف تھاکیں گے کہ اگر ان ہندوؤں کے ناک توڑاں ہلاؤں کے نہ ہر ہزاروں ٹانگوں کے و خلیفہ غلاموں کے ساتھ گاندھی اور چو کے روپوں کی پٹکار میں اسے کلاس کی جہاد اور پیچھے ہال پر ان ذمہ داروں کے پٹکارہ ہوتے تو ہم بھی جان بیٹے کہ یہ لوگ انہی سب دن بیا و عبس نہیں لیکن نہ ہوتے اسلام کے لئے لکھتے جہاد گرفتار ہوتے اور سب کی بے حسی قلعہ صحابہ کے ایگیشن میں کے سرحدیں اور شہر میل۔ ہیں۔ یہ برہمن حضرات کہ نہ ہندوستان کو واقعی دارالکرب سمجھتے تھے تو یہ یہاں سے ملک چھو گئیں نہیں چھو جاتے تھے۔ سرت صدقات واجبہ رانی حاصل کرنے اور صوفیوں کی کہ لال۔ رہا فرما۔ نے ہے تھے تو

انہوں نے یہ ڈھونڈ رہا تھا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور علامہ شہید احمد صاحب عثمانی بھی دیوبندی تھے مگر اس شخص پر دو گرام پرش کرنے کے لئے چین نہیں گئے۔ انگریز کو تو وہ بھی بڑا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی سی خواری اور منہ دہانی کی گفٹ، پھڑکی کو اسٹیم اور مسلولوں کے لئے سخت نامناسب سمجھ کر مسلمانوں کو ہندوؤں کی معاملات اور شرکت سے سختی کے ساتھ روکا۔ شکر ملت عظیمہ اقبال مرحوم نے دیوبندی حضرات کی اس دوہری غلامی پر جو اردو شہر و آفاق شعر لکھا تھا..... جس پر ان مجاہدین ملت نے علامہ مرحوم کو اس قدر غفلت سنا کی۔ کہ تو یہی جلی۔ جلسوں اور تقریروں میں اتنا کہہ رہا اور لکھا کہ ساتھ سمندروں کے پانی بھی ان کی سیبا ہی نہیں وصول کئے۔

یوں ہیں نے ملا کہا ہے "اب بغلیہا کیوں جھانکتے ہو۔" بشریت بخندی مش جن چیزوں میں تقابلیہ ہوں سے یا کہ نظر داخل کر کے سوال کرنا غیر معقول ہے۔ گویا قدر بشریت ایک جنس ہیں۔ اور وہ مختلف اور لغت و نہیں۔ لہذا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر بالخلق غلط ہے۔ قبلہ یہ دلیل آپ کے عقیدہ میں تو ہماری چوسکتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "من حیث المقاتل عروا اپنے جیسا بشر اور من حیث الامم عزام عروت وصف ہدایت، تبلیغ کی وجہ سے منیر اور منور مانتے ہیں۔" لہذا سیاتی گفتی البیع، لیکن جو لوگ فوری ذات کا حصہ سمجھتے ہیں وہ تو یہ سوال

تھے کہ کہتے ہیں کیونکہ تخلیق ذات کی ہوتی ہے وصف کی نہیں۔ حضور نے اول ماخلق اللہ وصفک نہیں فرمایا۔ بلکہ اول ماخلق نور فیک فرمایا ہے۔ آیا خلیل شریف ہیں۔ رسالت و نبوت یقیناً صفات ہے اور صفت کہہ لئے، موصوف کا وجود شرط ہے۔ لہذا کہنت نبیا و آدم ہیں المار والحمد کی حدیث کی دقت اس وقت نہوت کس ذات موصوف و موصوف کی صفت تھی بشریت تو ابھی گوندھی جا رہی تھی فرمایا۔ الخجل بین المدور والیقین۔

بین تفاوت طہ از کہا است تا بگیا

مث فور ہی نہیں بلکہ معبر بھی مانتے ہیں آپ کے قدم پاک سے تمام عالم کو نور ملا۔ یہی آپ نور مجسم نہیں ہیں بلکہ مجازی طور پر ہدایت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے آپ کو منیر کہا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کا انعام تو نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ سوراجا منیر۔ پہلے سوالہ کی توضیح میں ہی یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ اگر یہ قرآنیت ذات کی خبر نہیں محض تعبیری اور مجازی صفت ہے تو کہنت نبیا الم اول ماخلق اللہ فیک میں نہوت کس ذات کی صفت تھی کیونکہ بشریت تو اس وقت ہی نہیں آدم تخلیق ذات کی ہوتی ہے اور صفت اس موصوف کو عارض ہوتی ہے اگر آپ کہیں کہ نور سے رو روئے ہے تو پھر رو میں تو سب کی انبیاء و ہوں یا غیر اجسام سے پہلے تخلیق کی گئی۔ جیسا کہ حدیث میثاق سے ثابت ہے ہر رب ہے۔ اور نہوت بھی سب

انبیاء کی روحوں کے لئے ذکر ذاتی تھی۔ قولہ تعالیٰ
 راقی اخذ اللہ حیث شاق النبیین

پھر آپ کی خصوصیت اور تشریف نعت کے طور پر اس فضیلت کے ذکر
 کرنے کا کیا فائدہ ؟

مشت تمام کفار بشریت کو سمجھتے آئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
 اور عجیب تہمت ان جبار کفر کی کہ میں رسول علیٰ رحمت مبعوث کرنا
 اکان للناس عجبا ان ما وحیانا انما رسل منہم دیو اس
 ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار حیرت کا اظہار کرتے تھے
 کہ ہم میں سے ایک نبی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی یاد کرنا نازل ہوتا ہے
 گو یا کفار بشریت کو معمولی چیز سمجھتے تھے یہی تو علم ہے اکثر کفار و عجیب اپنی
 عظمت انگیز بشریت اور اللہ تعالیٰ کی قدوسیّت کے درمیان جو فاصلہ اور
 بُعد نظر آتا تھا تو وہ اس کو حیرت کہتے ساتھ بیان کرتے تھے کہ ہم جس اپنی
 میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے جلدی اور نصرت میں ہیں ان حالات میں یہ
 رشتہ وہی کا نا فتن جو چونکہ کفار و دیوانہ اپنی بشریت کو سمجھا رہے تھے
 تھے اور اسی سے اس رشتہ کی عظمت اور طولانی کی پیمائش کرتے تھے
 تو حیران ہوتے تھے سب کفار اگر مطلق بشریت کو حقیر سمجھتے تھے تو پھر
 ان کا یہ دھوکا کرنا غلط تھا کہ یہ قدر ان کیلئے نازل نہیں ہوتا اللہ کا فرشتہ جیسے

ہاں کیوں نہیں آتا غلط طور میں کیوں کاغذ نہیں پکڑا دیتا اس لئے کفار نے
 ہر ایک اپنی خشیت پر اندوہ کر جعفر کا نبوت کا انکار کیا ہے یعنی حضرت علیؑ
 علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت کے عامل تمام سمجھ کر حقیقت کو بھی مائل
 سمجھا ہے اور محمد جعفر علیؑ علیہ وسلم سے اس مقدس رشتہ وہی کا انکار کیا
 ہے۔ لہذا غلط ہونا جب دلیل پایا ہے۔

توم قوم - نقاب الملک والذین کفروا من قومہ صانراک
 اللہ بشیرا مشعلنا ۱ ہود

ان کی قوم کے کفار نے کہا ہم تمہیں اپنا جیسا بشر سمجھتے ہیں
 قوم عاد - ما حملہ الا بشیرا مشعلنا ۲ کل معانک فکون منہ
 وایشیو یوت معانک و یوت ویشیو افعتم بشیرا مشعلنا ۳
 انکم و انی الغفورون (مزمون)

یہ تو تمہارے جیسے بشر ہیں کیونکہ جو چیز تم کھاتے ہو یہی میں کھاتے ہوں اور
 جو پانی تم پیتے ہو یہی میں پیتے ہیں اس حال میں جبکہ ان میں کوئی فضیلت
 کی وجہ موجود نہیں اور تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کہو تو تم پر سے خدا سے
 اور لوہے سے پائے والوں میں سے جو گئے گویا وہ صاف طور پر اپنے جیسے بشر
 سمجھنے کی دلیل میں اس غیر انضیلت اور عدم تفاوت کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ اگر
 یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کسی خاص کھانے اور پینے کا انتظام کرتا

جب ایسا نہیں ہے پھر افضلیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور کم از کم انسانی فضل و شجرتی بنا پر انسان اپنے سے افضل اور زائد ہی کی اعلاعت پر تیار ہو سکتا ہے۔ پانچ آگے دیکھئے۔

قوم شود۔ ما انت الالبش مثلنا۔

اصحاب ایکہ۔ قالوا ما انتم الالبش مثلنا دینا

قوم فزون انصون لبشرین مثلاً وقوله ما انتا عابدین رخصوم کیا ہم ایسے لوگوں کی بات ان میں جو بالکل ہمارے جیسے ہیں بلکہ ہم سے کم ہیں کیونکہ ان کی قوم ہماری فکر اور خادم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدام کی اعلاعت صرف اور قوم کس طرح کر سکتی ہے دیکھ لیجئے سب کفار کو یہ ایک ہر قسم کا طاعون چٹا ہوا ہے۔ ایک ہی طرح کا تپ لازم ہے۔ سب کے سب ایک ہی دلیل دیتے جا رہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں جو لوگ بھی ایمان سے محروم رہے ہیں۔ انہیں یہاں عار منہ لاحق ہوا ہے کہ پیغمبر بالکل ہمارے جیسے بشر ہیں ان میں ظاہری افضلیت دنیاوی برتری شاہی شان و شوکت کی کوئی علامت موجود نہیں پھر ہم کس طرح ان کی اعلاعت کر لیں۔ انہیں ضد کا نبی و رسول مان کر ان کی غلامی کا حق ملے میں ڈال لیں۔

کفار کہ۔ واسووالنجوی الذین ظلموا اهل هذا البشر مثلکم اما تو ان (انبیاء)

ظالموں نے آپس میں خبیثہ انکار نبوت کی بھی دلیل وضع کی۔ یہ تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے کیا تم پھر اس کی باتوں سے اور معجزات و خوارق سے متاثر ہو کر اسے نبی و رسول مان لو گے۔ یہ باتیں تو جاہل لوگوں ہی ہو سکتی ہیں۔

اس میں بھی کچھ تاثر اور افحال کی جھلک موجود تھی اس لئے قرآن مجید نے اس دلیل کو بدل کر ہم اگر اسے جاہل تسلیم کریں پھر بھی اپنے سے زائد کوئی نہ کوئی وصفت تو اس میں ہم نے تسلیم کر لی نہیں بلکہ وہ تو سحر زدہ ہے یعنی مسعد آدمی کی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے۔

وانی يقول الظالمون انت تبغون الارواح المسحور انی انی اور فادون العقل او سحر زده انسان کی زبان تو اس لئے زبان ہے۔ اور یاری سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کفار کا معجزات و خوارق کو بوجہ تعجزات الی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان تھے۔ سحر سے تعبیر کر کے اس کا بوجہ لوگوں کو سننے کی سنی ناسکندر میں معصوم تھے۔ جتنے جتنے بیباک آقا کل کے خوارق و معجزات کرامات کو شیطان کا عمل سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ بلشہ الحیران رسالہ امین تیسرے اور کمال یہ ہے کہ ابلیس طعون کے کلمات کے اقرار و اثبات سے ان کی توحید بالکل نہیں سہکتی۔ ہرگز ہرگز اس میں دلائل نہیں پڑتی۔ تعالیٰ اللہ عسا یقول الظالمون۔

شاہ صاحب رقمطراز ہیں۔ آن الی بشریت کما انکار جہاد سے بعض ہر ان

جہاں کر رہے ہیں۔ (جنہیں آپ گزشتہ اور آئندہ ادراک میں بالکل گرفتار تھے ہیں) دیا شدہ تاری اور طوفان خدا لکھ کوئی سنی رکشا تو ہر قاری کو یہ بیان و جزیرہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ عندہم بالآیات قرآنی میں ان کفار نے بشریت انبیاء کا انکار کیا ہے یا اقرار؟

اگر ہاں تو اقرار کیا ہے تو آپ اسے کیا سمجھا ہے کہ اس کے اثبات و اقرار پر نہ صرف کفار کا شیوہ معلوم ہوتا ہے یا ایمان والوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ کیا انہیں انبیاء کی شہادت کے دینا اور نبوت و رسالت کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں قرار دے گا۔

آج بھی اکثر مسلمان اس کا قرآنہ مثلاً بشریت کا انکار کہتے ہیں اور معجزانہ نورانی نبوت کے انکار کو حدون شریعت سمجھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔ ”اگلے زمانہ کے کفار کہتے تھے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل کے مسلمان کہتے ہیں نبی بشر نہیں ہو سکتا۔“

مناہ صاحب کے اس اسٹیمپر کا مطالبہ صاف ہے کہ آج کے مسلمان کل کے کافر میں نہ کہ جس جگہ کی تشریح ان صاحبہ سطور میں مفسد عرض کی جا چکی ہے کہ وہ اصل کفار شہادت انبیاء کے مدعی تھے۔ اور یہی وجہ کفر کا تھی۔ وہ تو بشریت کا صاف صاف ہر آیت میں اقرار کر رہے ہیں۔ ڈھول ہٹا رہے ہیں پھر وہ آج کل کے مسلمان کی طرح کیسے ہو گئے۔

۱۵ اور کل کیا بلکہ ہمیشہ اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع اثبات پر چلا آیا ہے کہ انبیاء صرف بشر نہیں ہوتے بلکہ سید البشر سید ولد آدم اور نور من نور اللہ ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا سمجھنا باعث ہلاکت اور موجب خلافت ہے۔ کیا سیاق و سباق۔

آگے فرماتے ہیں کل کے کافر جو چیز مشاہد تھی یعنی بشریت اس کو مانتے تھے۔ نبوت کو نہیں مانتے تھے اور آج کل کے مسلمان نبی تو مانتے ہیں بشر نہیں مانتے۔ جو چیز بری ہے (نبوت) اسے مانتے ہیں اور جو چیز مشاہد ہے (بشریت) اس کا انکار کرتے ہیں۔ انا کہ۔

ذرا خط کشیدہ الفاظ کا تقابل بار بار کر لے یہ بھی غور فرمائیے اور جوا بھی ذرا کان لگا کر سنئے۔ قبلہ شاہ صاحب یہ بھی کوئی عقل کی بات ہوئی جو چیز مشاہد اور محسوس ہے وہ تو ہے ہی جھگڑا تو غیر مشاہد کا ہے۔ انبیاء کی بشریت جو مشاہد ہے اسے تو ہر زمانہ کے کفار تسلیم کرتے آئے ہیں۔ لیکن نبوت و نورانیت جو غیر مشاہد تھی اسے کل کے کافر بھی نہیں مانتے تھے اور آج کل کے بعض مسلمان بھی نہیں مانتے۔ ہمارا ایمان تو یہ ہے آپ کی نورانیت بھی بشریت کی طرح مشاہد و محسوس تھی جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت کے انکار پر تعجب نہیں آتا (کیونکہ غیر مشاہد جو ہوئی) اس لئے کفار کا متفقہ

فیصلہ تھا ہم رب کو بھی نہیں مانیں گے۔ جب تک وہ ہمیں محسوس نہ ہوگا
فکر نہیں آئے گا۔ فرمایا

لَا تَزَالُ تَطَاوُلُ حَتَّى تَرَى اللَّهَ جَهَارًا

اں گناہ گس بشریت۔ یعنی ایسی بشریت جس میں ہر زمانہ کے گناہ
شریک ہیں کے انحصار پر جناب کو بڑی مایوسی اور حیرت حاصل ہو چکی
ہے۔ فقہ ہر قدر اسے چرخ گردن لغو

ابہ ذرا احادیث کی روشنی سے فقہ آئینہ ملاحظہ فرمایا جیسے کہ کیا انبیاء
ہمارے جیسے بشر موتے ہیں؟

(۱)۔ آخر ج ابن سعد عن عطاء قال قال رسول الله

صلی علیہ وسلم انا معاشی الانبیاء تنام اعیننا ولا

تنام قلوبنا۔ (الحدیث)

فرمایا ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل

نہیں سوتے۔ بخاری ص ۱۶۹

(۲)۔ دوسری روایت جو ذرا طویل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے

اقرار کرتے ہیں:-

فَقَالُوا اَوْ لَوْ عَالِهَ، لَفَقَّهْنَا اَنْ يَبْغِضَهُمْ اِنَّهٗ نَاسٌ وَقَالَ

بَعْضُهُمْ اِنَّ الْاَعْيُنَ نَافِئَةٌ وَالْقُلُوبُ يَقْضِيْنَ فَمَا قَالُوا

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ وَالْاٰخِرَةُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اطاع

مُحَمَّدًا فَقَدْ اطاع اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَ

مُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵

پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تشریح کرو کہ یہ بھی سمجھ جائے

تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو سمجھ رہا ہے بعض نے کہا نہیں انکس سوچی

ہیں دل جاگ رہا ہے۔ قارئین نے کہا دار الہی وہ کلمہ نیست ہے۔ اور

محمود صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کی طرف بلائے والے جہان کی بات

مان کر اعانت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی، اور اطاعت

کی۔ اور میں نے اس کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور یہی

وہ محمد رسول اللہ ہے جس کے ماننے سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا

ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں فرق تو صرف آپ کی ذات

بایکات سے ہوتا ہے۔ جو مانے وہ عموماً جہنم مانے وہ کافر۔

(۳)۔ ان احادیث پر آپ نے غور فرمایا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

عام انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں کیا عام انسانوں کا اقرار بھی خدا کا

اقرار ہے مشکوٰۃ شریف ص ۱۵ پر حدیث شریف میں موجود ہے آپ

نے صحابہ کو فرمایا فضل نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو مجھ کو پڑھنے سے اس کا

ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے ہیں

عربوں کیا حضرت جبریلؑ تو حکم دیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو اور آپ میرے کہ
پڑھ رہے ہو۔ فرمایا۔

انست کا حدیث کا حکم

میرے تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ صحابہ یہ اس لفظ کو
سننا لکھا دیا۔ اہل سنت تھے فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے کسی نے
نہیں کہا حضرت آپ ہمارے طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں باز اوروں میں
چلتے ہیں پھر آپ ہمارے طرح کیوں نہیں لیکن آج کل کے گوراء بہت با علم
عالموں پر سب غریب و مدیث آئینہ ہو گیا ہے اور انہیں ہر جگہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے انسان ہی قرار دیتے ہیں۔

فراکیر تمام بیچے اور ان منیر و منور ماننے والوں کی تشریح بشریت بھی
کان لگا کر بیٹھے۔؟

عالم بشریت بخاری مثلاً آپ آدم کی اولاد میں سے تھے آمنہ کے بڑے
عبداللہ کے بیٹے تھے حلیمہ کا دودھ پیا تھا۔ گیارہ بیویوں سے بچا کیا صوفی
و فاروق کے داماد بنے حضرت عثمان و علی کم اللہ وجہہ کے خسر ہوئے۔
زینب و رقیہ کے والد ہوئے مسنین کے نانا کہلاتے پھر بھی آپ کی خبر
عمل جمعیت ہے "اھک

جو باعزم ہے کہ کسی اہلسنت والی حدیث کے صاحب قلم کا ایک

تکلیف ایک سطر دکھلا دیتے۔ جس میں ان چیزوں کا انکار ظاہر ہوتا ہو۔ ان
ان چیزوں کی آیت کے کمال سے نبوت کا انکار ضرور اعلان و کفار سے کیا ہے
تو ان کا خطہ جو۔

وقالوا لعلنا الرسول یا کل الطعام ویشی فی ملاسواق
لولا انزل الیہ ملک او یلقی الیہ کنز او یكون لها
جنت یا کل منها وقال الظالمون ان تنہون الا
رجلا صحرورا انظر کیف صلیوا ملک الامثال فضلوا
فلا یستطیعون الیہ سبیلا

کفار نے کہا اس رسول کو کیا ہراسہ کہ دیکھتا ہے اور باز اوروں میں
پلتا ہے اور ان کی آیت میں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں بھیجا
یا عجیب ہے انہیں کوئی خزانہ علی جاتا یا کوئی دشت ہوتا جس میں سے کھلتے
اور فواہوں سے کہا تم تو ایک تھمر زدہ انسان کی اتباع کرتے ہو۔

ایسے صوبہ و گجرات کسی کہا تو میں تمہارے سے بنا رہے ہیں۔ لیکن
کن باتوں میں تمہارے ساتھ اپنی مماثلت کا چرچا کر رہے ہیں تو گمراہ چرچہ
اب یہ بھی ہدایت کی طرف راہ نہیں پاسکیں گے۔ کیونکہ اپنے جیسے بچہ کے
بعد کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یا کہ یہ لوگ ہمدردی تو نہیں
کرتے کہ بعد ایسی حد پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی توہم بھرا بول نہیں ہو سکتا

معاذ اللہ۔ خلافتہ الفتاویٰ ص ۳۸۹ میں لکھتے ہیں کہ یہ ہے۔

من شئتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم راہانہ ورواہ فی امور
دینیہ او فی شخصہ او فی وصف من او صفات وراثہ
سواء کان من الشاتم مثلاً من امته او غیرہا سواء
کان من اهل کتاب او غیرہ فی مایا کان او من بیاسوا
کان الشتم والاحسانہ والحبب صادق را عند محمد ا
اوسہوا او عقلیہ او وجد او حس لا فذل کفر خلوص
بجہت انت قاب لعلیل توبتہ ابد الا عند اللہ
ولا عند الناس ... والفرق بین سب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و بین سب اللہ تعالیٰ انہ یقبل
توبتہ من سب اللہ تعالیٰ ولا یقبل توبتہ من
سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور کہ

فرماتے ہیں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے آپ کی
اؤنت کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے خواہ وہ عیب دین کے امور میں ہو
یا آپ کی ذات سے متعلق ہو یا وصف میں ہو وہ بکرا س کر نہ والا
امتی ہو یا یہودی و نصرانی ذمی ہو حر یا خواہ وہ عیب لگائے اس سے
حمد صادر ہو یا سبوحا غلطی کے ساتھ غفلت کی وجہ سے اس کے منہ

سے بات نکل آئی تو بہن کا ارادہ نہ تھا۔ خوش طبعی اور مزاح کے طور پر اس
نے ایسا کہہ دیا یا سچ سمجھ کر۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا۔ اس طرح کہ
اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک
متفقین و متاخرین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ کہ فی شخص بادشاہ
یا اس کے نائب کے سامنے اس حکم کو رد کرنے کے لئے چاہو
اور سفر کش نہ کر سہ۔۔ صاحب الفتاویٰ دو سطر آگے چل کر لکھتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر سب کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب
میں کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول ہو سکتی (یعنی وہ مسلمان ہو
جائیگا تو اسلام سے سب گناہ و صل جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی توبہ کرنے والے کی ہرگز توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے
آستانہ کے بعد کوئی آستانہ رب نے نہیں بنایا جہاں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شان میں گستاخی کر نہ کی معافی مل سکتی ہو۔

من لیا آپ کے اپنے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا قریبی سالیقہ آیت
کریمہ سے قطعاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار یہ تشبیہیں مماثلت ثابت کرنے
کے لئے دیتے تھے انکے کلمات نبوت و رسالت کے لئے بات چیت
تھے مقصد بڑا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انظر کیف ضلوا لک الامثال۔
اسے عجیب دیکھو تو یہی ظالم کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ کبھی راہ نہیں

پاسکیں گے۔ اب اگر کوئی مسلمان یا اہل حق انہیں الفاظ کو دہراتا ہے خواہ اس کا کوئی مقصد بھی ہو تو وہ کفار کا آئینہ و ہمارا ہے۔ اس کی وجہ نثر ہے جو چھپر کی ہے فقہا کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑے میلہ پکپکے ہوتے تھے اور آپ نہایت مسکین و غمستہ حال تھے تو کافر ہو جائے گا۔ پتہ ۱۔

باجد و جوادہ باشر و بامد و بشار

اب فرمایا ان والوں کی دو جہاد باتیں بھی سن لیجئے۔

(۵)۔ اخصیج ابن عساکر عن علی ابن ابی طالب
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو
اخذ مشحیاً یقول من اذی مشحی من شعری
فالجنتہ علیہ سلام۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے
اپنے اچھین ایک بال کھینچ رکھا تھا فرمایا جس شخص میرے بال کو تکلیف دے گا
(یعنی اس کی اچھین دے یا عیب لگایا) اس پر بیست حرام جوگی۔ جات صفر
امام بطلال الدین ص ۳۱۱

(۶)۔ اخصیج الحدیث ان رجلاً جلسا وکعب الا جابر
قریب منها۔ فقال احی ہذا رأیت فیما یری النائم

کانت الفاس حشر وانیسین کلہم لہم نوران
نوران ورایت لا تباہم نوران ورایت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ومامن شخصہ فی واسہ ولا
فی جسدہ الا فیہا نور ورایت وباہم ورایت نوران
نوران۔ قال کعب التی اللہ یا عبد اللہ والنظر ما
تحدثت بہ فقال للرجل انما ہوں او یا منامہ یحیی
فقال کعب والذی فی بعثت محمد بالحق وقرآن
فتورای علی موسی ابن عمران هذا التی کتاب
المنزل علی موسی ابن عمران کما فی کرامتہ
حجۃ اللہ علی العالمین

اکثر مؤرخین نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ وہ آدمی بیٹھ ہوا
بات کر رہا تھا اور حضرت کعب نے اس پر ان کے پاس بیٹھ گئے تھے
ایک آدمی نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے
اور تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ میں میں پیغمبروں کو دیکھا کہ میں میں
ہر ایک کے لئے دو دو نور ہیں اور ان کے تالیف اللہ کے لئے ایک ایک
قد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سر اوپر ہے اور آپ کے
جسم اطراف کوئی بال نہیں تھا۔ خواہ وہ سر میں تھا یا باقی جسم میں مگر نہ چھلکا تھا

اے آپ کے تابعین کے لئے دو دوزخ تھے۔ حضرت کعب بن جریج
 اور غلام بنہ سے اللہ سے ڈر رہا تھا کہ وہ لوگوں کو کہہ دے کہ اس نے فرمایا
 دیا جہنم میں ہے جو خواب میں دیکھا جائے کہ کعب بن جریج نے کہا کہ
 اللہ کی قسم ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل
 فرمایا ہے اور موسیٰ ابن عمران پر تورات نازل فرمائی تورات میں بھی بالکل یہی
 کہ لکھا ہے جو تم نے کہا ہے۔ یعنی یہ مومن خواب کا واقعہ نہیں بلکہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بالکل یہی تحریر و توصیف ہے آسانی
 میں تم کو یہ سچاں اللہ و کلام۔

۱۔ اخرج البورقون الطیلسی والحداد بن ابی
 اسامہ والرفیع عن عائشة هذا الحديث وفي
 اخره فجعل لا يلقاني حبي ولا شجر الا قال
 السلام عليك يا رسول الله۔

یعنی شیخ حداد کی حدیث کو ابوہریرہ و ابوہریرہ بن ابی اسامہ اور ابو رفیع نے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں اتفاقاً یہی
 موجود ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں جس حدیث یا خبر کے پاس سے گذرتا
 وہ صحیح پر باری الخاتم السلام علیک یا رسول اللہ سلام کہا کرتے تھے۔

(۸)۔ ابن مسعود نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے فرمایا

اور وہ ایک سخت قسط میں مبتلا تھے قریشی بھی ہرگز حضرت ابو طالب
 سے اس آئے اور کہا اے ابی طالب

انما الهادی واجد رب العیال فنام فاستق فخرج ابو طالب
 ومعه قوم كان شمس تجلت عندها السعابة وحولهم
 اغیلة فاختد ابو طالب فالصق ظهره بالكعبة ولما
 فالتلام با صیغہ وما فی السماء قرعة فاقبل السحاب
 من ههنا وههنا واستدق واعند ورق والقیل والادی
 واختصب النادی البرادی ونی ذالک یقول ابو طالب۔

وہیض لیستقی الغرام بوجہ

شمال الیتامی وعصبة الارامل

یعنی قریش نے ابی طالب کے پاس قسط سال کی شکایت پیش کی اور
 ان کو سب کرنے کے لئے دھاکیا کرتے تھے ابو طالب نے
 ان کے لئے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا پہرہ سو ریح کی طرح
 تھا جس سے بادل چھٹ گیا ہو اور اگر وہ بچہ بھی تھے۔
 اب نے اسی چاند کی صورت والے کو پکڑ کر اس کی پیٹھ کعب کی
 آگ سے لگا لی اور اس بچہ نے بھی اوپر اٹھ لی سے کچھ اٹھ گیا۔ اس وقت
 ان پر کہیں بادل کا نشان موجود نہ تھا کہ ہر طرف بادل ٹھہر آئے ہند

ایسے برتے کہ سب جلی تھیں ہو گیا۔ اور پھر جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی تو حضرت ابی طالب نے انہیں وہ واقعہ یاد دلانے کے لئے یہ شعر پڑھا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی پرکھت سے کل تک تم ہر لحظہ سے باز رہی وہاں کیا کرتے تھے اور پچھلے بیٹیوں کی خدمت گزار اور جوانوں کا پانہار چلے آیا ہے۔ سبحان اللہ یہ وہ بیٹھ ہے جو خشک بکھر کے ستون کے ساتھ آگئی تھی۔ تو وہ خشک بکھری زندہ ہو گئی۔ احادیث میں یہ واقعہ بالکل مشہور ہے۔

۹۔ مکی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا کہ ابن عباسؓ نے اہل امانہ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ جب پہلے تو مکت تھیں یہ آپؐ کے قدموں کے نشان چھڑے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش نے کاہنہ سے کہا کہ پوچھا کہ مقام ابراہیم پر جو قدم کا نشان ہے ہم میں سے کس کا نشان قدم اس کے مشابہ ہے۔ اس سے کہا کہ ایک سفید چادر چھڑاؤ اور اس پر علیحدہ علیحدہ قدم رکھو تو میں بتا دوں گی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا ہی نشان ثابت ہوا چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً جیس سال بعد اپنے نبوت کا اعلان کر دیا اور تبلیغ شروع کر دی

۱۰۔ جو بعد بروقت سست ہو اور بیکار ہوتا وہ صحابہ آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپؐ اسے قدم کی ٹھوکرین لگاتے تو وہ باور ہو جاتا (شرح مسلم ص ۱۱) ہوسیرۃ ابن النبی ص ۱۱۰ اللہ علیہ وسلم بعث رجلاً تاہ فقال یا رسول اللہ قد یقین ناقص ان تبعث ذاتنا فاضر مہا برجلہ قال ابو ہریرۃ والذی نفس بیف لا تقدر ان تبصرہ للعائد

۱۱۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت کیا۔ شیخین نے احمد پیار کا ذکر کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے کوثر شیبہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ آپؐ کے ساتھ ابو بکر و عمرؓ بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ پیارؓ نے لکھا ہے کہ اس کی چوٹی کے پتھر بھی گرنے لگے تو آپؐ نے پاؤں نہ دھرے۔ میں پر مارا اور فرمایا تمہارے ہاتھ پر ایک نوا ایکہ صدیق اور صد شہید ہیں۔ رضی اللہ عنہم ۱۹۵۔ ابو داؤد باب الخلفاء ص ۱۱۱ اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کی زندگی کے اہم واقعات کا بھی یقین تھا علم حاصل تھا اور آپؐ کے قدم مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ گزشتہ ہر سہ ہزار ٹھکانے میرا متعدد ان احادیث کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ میں حضرت

کے بشر بشر ہمارے جیسا بشر کھانے والا پینے والا بڑا دونوں میں چلنے والا
انسان رحلی کہتے کہتے حلق سوکھ کر کاٹا ہو جاتے ہیں زبان خشک ہو
جی میں ظلم ٹوٹ گئے ہیں کیا کوئی ایسی پیٹھ کوئی ایسا قدم کوئی ایسا رانہ
کوئی ایسا کان کوئی ایسا بیلہ لہری چہرہ دکھلا سکتے ہیں اگر نہیں اور اگر نہیں
تو کچھ شرم و حیا سے کام لینا چاہیے۔ وہ ایسا بچہ مثل بچہ مثال انسان
تھا کہ ایسا دوسرا انسان اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا کیا نہ پیدا کرے گا
نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ **ہذا هو الحق البین**۔

قرآن کریم کی کچھ شمار آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء حضرت
وازمات بشریت کے ساتھ متصف تھے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ
تمام آیات صرف اُن لوگوں کی جواب دہی کے لئے نازل فرمائیں جو لوگ
ان لوازمات بشریت کو نبوت و فرادیت کے ستانی سمجھتے تھے۔ فرمایا۔
وَلَقَدْ ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواج وذرریۃ۔
اسی کلمہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوازمات بشریت جو انبیاء کو عطا کئے
تھے۔ عام انسان حرمین و کافر سب ان کے مائل ہیں یہ بات باعث نزاع
اور محل بحث ہے۔ اس آیت کہ میری کوئی نیچے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء کو بیوی بچے عطا کئے تھے کیا انبیاء کی بیویاں عام
بیویوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے مراعت فرمادیا۔

بِالنساء البعۃ لستن کلہن من النسل

اے پیغمبر علیہ السلام کے بیوی تو عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں۔
اب فرمائیے میں توبہ کرتا ہوں جو میری بچہ تو بجائے خود وہ جس
گھر سے میں نکلتا ہوں اس گھر سے پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری فرمائی
سے اس جائیداد جیسا کوئی دوسرا جائیداد نہیں ہو سکتا۔ آپ اللہ سے
تازہ ہو کر میری کس کام میں مومن اللہ نہیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم جس روز مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور سب لوگ خواہشمند
تھے کہ آپ اللہ کے گھر میں مزدور فرمائیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری ذاتی
کو کھلا چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رب تعالیٰ کا حکم
ہو گا۔ وہی پیغمبر کی چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابوالیوب المصاری رضی اللہ عنہ
کے گھر جا کر بیٹھی جن کے پاس بادشاہ کی امانت موبوڑ تھی وہ ایک
خاندان متاثر شدہ بنی نضیر حضرت ابوالیوب کے انٹھوں تک پہنچا اور اسے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر
اصحاب سیر نے ذکر کیا ہے۔ فتح مکہ کے دن راستہ میں قصوراء کے
جیتے جانے کا واقعہ بخاندی شریب میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ تنگی
نہیں بلکہ جسوا حال موت الفیل ہے۔ اسے اس فات کے بعد
لیا ہے جس نے اصحاب خیل کے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے

اسلام کا کھلا فرمایا کہ میں بیت اللہ کا احرام کرنا گناہ قریش پر ایمان
لے کر تو نہیں ایمان دوں گا وغیرہ۔

بشریت مسئلہ پر لکھتے ہیں غلام یہ ہے کہ قل رسول اور نبوت و رسالت
اگرچہ تو بشر ہے مگر آپ بھی نبی تھے لہذا بشر تھے۔

لیکن حضرت جی اللہ تعالیٰ نے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی
رسلاً من اللہ کہ فرمایا ہے پھر قل میں درحالت اگرچہ تو بشر ہے۔
کس طرح صحیح ہو گا یا ایک منٹ کے لئے جبریل علیہ السلام کو بھی بشر بن
لینے میں کیا جرم ہے آپ کے غیب میں فرق نہیں آتا چاہئے۔ کتنی گہری
ہے ان لوگوں کی بہالت اور کتنی تام ہے ان کی ہمت دوسری یہ تمام آیت
وحوالہ جات تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرے چاہئے تھے جو لوگ نبوت
کو بشریت کے سوا سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وسامع الناس من ربہم انما انزلنا من السماء
الکتاب قالوا لعل اللہ یبعث رسولاً

لوگوں کو ہمیشہ اس بات سے ایمان لائے تھے کہ رسول کو دیا ہے کہ
کیا انسان بھی رسول ہو سکتا ہے ایسے ہر عقیدہ رکھنے والے کی تردید
میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قل انما انما بشر مثکم یوحی الہیۃ۔ اے محبوب تم نہیں

فرما دو کہ دیکھو میں تم سے مثل انسان ہوں اور میری طرف مکی بھیجتا ہے
اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کا عقیدہ تھا کہ انسان نبی و رسول تو ہو سکتا ہے مگر
ہم میں سے اس میں کچھ اضافیت ہونی چاہئے۔ یعنی دنیاوی مالی و متاع
حکومت سرور و وغیرہ ان کے ہوا سب میں وہ سابقہ آیات آیتیں جو
پہلے لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں بشریت کا ثبوت ہے۔

بغیب منطقی: فرماتے ہیں انصافیت بشر کے دلائل ذکر کرنے کے بعد
خلاصہ یہ ہے اگر سیراغ لگائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے
بعد تو دیکھنے کا نشان کیا ہے تو معلوم ہو گا کہ بشریت بشر کی حقیقت نہیں جانی
اور انسان سے انسانیت کا قدم نہیں پہچانی۔ اگر تو بشر سے افضل ہے تو
بشر نہیں کہنا ہو گا۔ اور اگر بشر افضل ہے تو پھر تو نہیں ہو گا۔

یہ سب دراصل مطلب والی بات جس کے لئے آیت پڑھیں گے اس
کیا؟ ہر بشر تو سے افضل ہے۔ کیا ابو جہل عقیقہ و ربیعہ و شیبہ بھی حضرات
جبرائیل و میکائیل سے افضل ہیں۔

انما اللہ فیہ وانا الیہ مراجعون

فرماتے ہیں پہلے یہ طے کر لینا چاہئے کہ خلق خدا میں تو افضل ہے یا
بشر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولقد کہنا ہوا فی الامم ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

غور فرمائیے۔ کتنا بلند مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں ہمارے خلق
عالم انسان کے احسن تعظیم کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔

کیا آپ نے فضلتا ہم علیٰ مسرت خلقنا تفصیلاً کے مبارک الفاظ
پر بھی غور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ ہے شک بہت سی
خلوق میں سے ہم نے انسان کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ
کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو انسان سے افضل ہے۔ لہذا اہلسنت والجماعت
کا مسلک اخلاقی عقیدہ پیدا کر رہا ہے۔ کہ انبیاء اکرام تمام ملائکہ سے افضل
ہیں۔ اور بعض ملائکہ تمام انسانوں سے افضل ہیں اور بعض انبیاء بعض انبیاء
سے افضل ہیں۔ اور بعض انسان بعض ملائکہ سے افضل ہیں۔ ملاحظہ ہو
حرام الکلام فی عقائد الاسد ص ۱۰ مولانا عبدالعزیز پادوی اور شرح
عقائد السنن وغیرہ۔ علاوہ ازیں احسن تعظیم کا معنی افضل کس جاہل سے
کھاسا ہے احسن تعظیم کا معنی تو اعلیٰ کی خوبصورتی اور ثابت ملامتی اور
موزونیت ہے۔

بشریت ص ۲۵ سب سے پہلے شیطان نے بشر کو بنظر حقارت
دیکھا۔ تب شیطان نے آدم علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا
بلکہ ان کی بشریت کی آرزو میں خلافت ربانی اور کمالات نبوت کے استحقاق
کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ خلق نے بیداری کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یعنی

میں نے اسے اپنے مانتوں سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صرف بشر نہیں مخلص
میں اور مخلصان نہیں بلکہ عالم اسما و کلبا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ
کا لفظ مستحق ہے۔ فرمایا۔

نعت فیہ من روحی فتوح سجدت

میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور پھر ملائکہ میں
جودہ خداوندی کو دیکھ کر جو قلی الروح من امر ربی سے واضح ہو رہا ہے
عظمت علمی حق محلیت استحقاق خلافت الہی تخلیق بامیثلتی میں اور
امر رب کا سجدہ کیا تھا۔ نہ صرف بشر جو ہے کی وجہ سے اس کا سجدہ کیا تھا
جیسا کہ علامہ بیضاوی کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔

بشریت بخاری۔ تمام کائنات آدم کیلئے پیدا کی گئی تھی کہ ملائکہ بھی
جنہوں نے انسان اول کا سجدہ کیا اور اب بھی یستغفرون للذین آمنوا
ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں

گویا ملائکہ انسان کی خدمت میں آگے چھتے ہیں لہذا ان سے
انسان خلق افضل ہوا۔

فامس لا۔ تاہن غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

مندرجہ بالا آیات میں یاد گیر مقامات پر جہاں بھی انسان کی عظمت
بیان فرمائی ہے وہ صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ شی یا مخلصان۔

قرار مظلوم فقد رنا فنعم السقاد روت
 کیا ہم نے تہیں ایک بے قرپانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک
 محفل جگہ پر رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا ہم
 کیا اپنے اندازہ لگانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

قل الانسان با كفره من اى شئ خلقه من الطف خلقه قدرا
 مارا جاتے انسان کیسا ملکہ ہے (وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے
 کیسے پھر چیز سے پیدا کیا ہے اسے لفظ سے پیدا کیا ہے پھر اسے طرح
 طرح کے اندازوں پر رکھا۔ اس قبیل کی مسکروں آیات قرآن میں
 موجود ہیں۔ معلوم ہوا انسان اول کی فضیلت ہی صرف آدمی اور بشر
 ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ علیحدہ ربانی عالم علم تھی اور قدرت کاملہ
 کا ہوتہ اول ہونے کی وجہ سے تھی اعلیٰ حضرت و فرمان پروردگار ہی قصور نہ تھا
 میں گناہ کو اپنی طرف نسبت کرنا حکم خداوندی کا زمین میں اجراء و نفاذ
 کرنا یہ تھے فضیلت کے وجوہات۔ اور اسی لئے ملکہ انسان کو اللہ تعالیٰ
 نے تنبیہ اور ڈر بھر فرمائی۔

یا ایہا الانسان ما خوک بربک الکرم الخ الخ
 خلقک فمواک۔
 اے انسان تجھے اپنے کریم رب کے ساتھ کس چیز نے غرہ کر دیا ہے

یا بولہوان کپڑے یا مادہ بدن سے ترکیب دیا گیا ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ
 یہ چیزیں تو کسی صورت میں با فضیلت کا باعث نہیں اور نہ قرآن نے انسان
 کی ان چیزوں سے تخلیق سنت و غلبت بیان کرنے کے لئے بیان فرمائی ہے
 بلکہ اسے اپنی حقیقت حیثیت اور ابتدائے ضعیف کی طرف توجہ دلائی گئی
 ہے اور اپنی قدرت کاملہ اور صفت باہرہ کے کمال کا انہار کیا ہے کہ دیکھو
 تم کیا تھے اور ہم نے تمہیں کیسا بنایا۔ ورنہ پھر جان انسان کو چار پاؤں سے
زیادہ گراہ بنا دیا گیا۔ ہم کالاً لغام بل صم اعلیٰ۔ وہ چار پاؤں کی طرح
 رہا۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گراہ پیدا دوسری جگہ فرمایا
 خلقناہ من لطف فای اذھیم یمین۔

وہ غصے سے اسے پانی کے ذیل قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر دیکھو ہمارے منہ
 آٹا ہے۔ ہمارے ساتھ جھڑو کرتا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا۔
 هو اعلم بکم ان الشاکم من الارض واذا انتم ارجت لہ
 فی بطون امھاتکم فلا تنزکو انفسکم هو اعلم بن انفسکم
 وہ اللہ تعالیٰ حقیقت کو تم سے بہتر جانتا ہے تمہیں اس زمین سے
 پیدا کیا اور پھر تم اپنی ماؤں کے پیڑ نہیں حمل کی شکل میں سے پھر اپنی جانوں
 بطنہ بناؤ وہ غیب جانتا ہے۔ جو پر عزیز گارہیں۔ چوتھی جگہ فرمایا۔
 الہم خلقکم من ماء مہین فبعلناہ فی قوارمکین الخ

ان اھدینا السبیل اما شا کروا اما کفورا۔

ہم نے انسان کو صحیح راستہ دکھلایا پھر وہ بیشک نہمت ہوتا ہے یا منکر
تقت۔ اب میں پھر شاہ صاحب کی پہلی بات کی طرف لوٹتا ہوں۔ کہ
بشر ہونا بہت بڑی چیز ہے۔ دیکھئے نورانی ملائکہ اس کا سجدہ کر رہے ہیں
اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں سجدہ کا حال تو منفصل عرض کیا
چکا ہے۔ کہ وہ کس بات کا کرتے ہیں۔ باقی خدمت وہ صرف اللہ
ہوں کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ للذین امنوا کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ
تشان کی عظمت اس کی بشریت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ایمان
مقبول خداوندی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لہذا المستغفرون من فی الدنیا
بھی مومنین صالحین ہی مراد ہوں گے۔ ورنہ کافروں منکروں پیڑوں
پر ٹیکے غلاب لاتے تھے اسمائے ہرود جبریل اور میکائیل علیہما السلام
اور دشمن سمجھتے رہتے فرمایا۔

ست کارن عدد والمجہول و میکال۔

جب کفار ان کے دشمن ہیں تو یہ طریقہ بھی ضرور ان کے دشمن
کے لیے جو نہ ملائکہ کا کفار کے لیے بخشش مانگتا تو امید ہے۔ آپ
جانتے نہ سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا کفار کے لیے معاش اور رزق کا
مگر تاہم صرف وعدہ الہی کو پورا کرنے کے لیے ہے نہ کہ ان کی بشریت

کا وجہ سے ورنہ پھر یہ کفار بھی مطلق نور سے افضل ہوں گے۔ نور اللہ فی کل
بشریت صحت سے آگے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بشریت کے دلائل عنایت فرمائے گئے ہیں۔ کفار نے بھی کہا۔

ان انتم الا البشر مثلنا

پھر ہم اسی مسلمان کیوں نہ کہیں کہ انبیاء ہمارے جیسے بشر تھے یا
پھر ظاہر ہے کہ آپ خدا بھی نہیں اور رسول بھی نہیں اب تیرا یہ قول کفار
نے کیا ہے آپ ان سے بننا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ ملائکہ ان آیات سے
کفار کے عقیدہ کی تردید اور بطلان مقصود ہے۔ یہ کہ وہ مجسمات کے
قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے کفار کے اسی مشیت سے
کہہ دیا کہ وہ کور کو نہ کہنے لگے ولکن اللہ بین علی من یشا من حیاد
اور یوحنا الی کہلویا۔ لیکن استدراک اور دلی و ہم کے لیے ہوتا ہے۔ اگر
مشیت نامہ کوئی مقرر کرنا تھا تو استدراک کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

فرمایا ایک کو نبوت مل گئی قیامت الیہ حاصل ہوگئی۔ حکمت سے نور
کی طرف آگیا۔ دوسروں کو پاک کرنے والا بن گیا۔ مارا جہاں کا معظم
مقرر ہو گیا۔ حکام خدا و خدا کے امراء و رموز کو کماحقہ جانشین والا حکمت
اور دانائی کو تمام عالم میں پھیلانے والا ہو گیا پھر تم کس طرح کہتے ہو
کہ وہ تمہارے جیسے بشر ہے۔ اسی وجہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایکھم مثلث اور لست کا احد و تنکیم سے دور فرمایا کہ یہاں
مثلثیت جنسی اور رتی کی تقسیم بالکل بے سود ہوگی۔ کیونکہ مثلثیت فوسلی
اور جنسی کے لئے نہ کفار و مشرکین سے نہ انبیاء و جبرائیل صرف مثلثیت رتی ہی کا تقاضا
کفار کہتے جب ہم تم ایک جنس اور چھ چہرے کیوں نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے دیدے

واللہ یعلم بحیث یجعل رسالۃ -

جس طرف میں نبوت و رسالت رکھی جاتی ہے تم اس کی حقیقت
سے ناواقف ہو۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور سچ بھی جانتا ہے
غیر نبی کے مقام و مرتبہ کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور آپ تھیں سے افضل
الرسول۔ پس انداز ظاہر ہے کہ دوسرے رسول و انبیاء بھی آپ کی حقیقت
پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مفسنون افضل کی حقیقت پر کس طرح مطلع ہو
سکتا ہے۔ لیکن بعض جہاں حقیقت بشریہ اور حقیقت محمدیہ میں فرق
نہیں کرتے وہی کو مسلمان کی سمجھ کر کفار و مشرکین کا پرانا آموختہ دہرائے
شروع کر دیتے ہیں۔ خواہ اسقاط علیہ صاف فرطنا۔

بشریت مشرک میں خدا نہیں نہ خودی ادھارت سے متعص
میں خدا کا ایک بے اختیار ولی جس بندہ ہوں۔
بدیع گو را حاقظ نباشد کہ مصداق۔

جواب کہ یاد نہیں رہا۔ کہ مشرک پر کیا کھڑا آیا ہوں۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔
"جب کہ خالق الہی کی صفات عالیہ کا آئینہ وار اور صفات سبعہ الہیہ کا منظر
اتم آئینہ ہے تو بشر ہے۔" جو وقت صفات الہیہ کی آئینہ وار ہو اہدقت
وارادہ خود اندی کا منظر ہو وہ ایک لخت ہے اختیار اور بے بس و
لاچار کس طرح بن گئی۔

خیر و کاف نام جنوں نے دیکھ دیا ہیں کا خیر و
بوجہ آپ کی طبع کوشش ساز کر رہے

مقام ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ دو آدمیوں پر حضور عظیم اک ہوتے اور ان پر لعنت فرمائی
حضرت عائشہ نے عرض کیا اور تو سر آدمی خیر سے کچھ نہ کچھ بد فرمایا
ہوگا لیکن ان کے پہلے تو خیر سے کچھ بھی نہ رہا۔ فرمایا کیا بات ہے۔
عرض کیا آپ نے ان دو فوج آدمیوں کو لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا
کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے۔

اللہم انما اسنا بشر

ہی اگر میں کسی مسلمان کے حق میں لعنت یا سب کہوں تو تو
اسے اس کے حق تھمیر بنا دے۔ سبحان اللہ غالباً اسی سبب تک
گمراہ ان تمام خبیثانہ الہ لختوں کو سیٹھ دیا ہے تاکہ بالکل ہر

ظاہر و مظهر ہو کر اپنے رب کے پیش ہو۔ تمام کتب مساویہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ نشان ذکر فرمایا گیا ہے آپ فقط غلط نہ
ہوں گے۔ کمالیوں دینا سب کو تا لحدیث بھیجنا بزرگوں میں شور مچانا
محض رسول اللہ علیہ وسلم کی کس طرح صفت ہو سکتی ہے جبکہ مولا اکرم
خود فرماتے ہیں۔

انك لصلی خلق عظیم

شاید آپ لوگوں کے نزدیک یہی خلق عظیم کی علامتیں ہوں
ہاں کفار کے حق میں لعنت کا ذکر احادیث میں آیا ہے لیکن ان کی
تعبیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یا للجب

۱۲۱۔ آپ کی توہین یقیناً ایمان کی موت اور کفر ہے۔ مگر آپ کو
بشر سمجھنا اور بشر کہنا عین ایمان ہے۔ اس عبارت سے آپ نے کیا
سمجھا ہے؟ ایک تو بغیر لفظ تعظیم مطلقاً بشر کہنا ہی عین ایمان ہے
سید البشر غیر البشر وغیرہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جب بشر کہنا عین ایمان ہے ہوا تو نور کہنا بشریت کے
مافی ہے۔ لہذا نور کہنا عین کفر ہوگا۔ کیونکہ یہ آپ کے خیال مبارک
میں رسولوں کی توہین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ذکر فرمائی
۴۔ اللہ نور السموات والارض۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

نے قرآن کو قرأت کو انجیل کو ایمان کو عدل کو قرآن میں نور فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سے ان چیزوں کی توہین کرنا ہی ہے؟ یہ بھی تیسرے
داخل باوث نہایت ہے اور یہی جملہ محل بحث ہے۔ کہ جب غلام اپنے
روزمرہ گفتگو میں لفظ بشر کو حقیر کی کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے
جو جرم سرزد ہو جاسکے۔ دوسرا کہتا ہے میاں جانے دو سچا بشر
ہی تو ہے اور کفار بھی سرزبان میں اس لفظ کو توہین ہی کے لئے استعمال
کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ انبیاء پر استعمال کرنا کفر قرار
دیا ہے جس سے توہین کا داہرہ پیدا ہوتا ہو۔ فرمایا۔

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ اور

لا تقبلوا دعوہم لعلکم تلعنوا۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناموں سے ایسے لہجے سے نہ پکارو
جیسا تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیغمبروں
کے لئے چلیں اس لفظ کو استعمال کیا توہین کے لئے نہیں بلکہ کفار کا
رہمہ دور کرتے کے لئے فرمایا۔ یہ لوگ تمہارے اندر جتنے بے رحمی
پہنچا رہے۔ ان کے احوال و اخلاق کی بلندی دیکھو خلق و موعی نہیں
دیکھتے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت و خلافت کا احوال دیکھتے ہیں۔
جیسا کہ انکشاف واحد کے مبارک الفاظ سے صاف واضح ہے ورنہ یہ

کون سا مشکل مسئلہ اور ناقابل قبول نظر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں
اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم خود کہہ دو کہ میں تمہارے جیسا
السان ہوں لیکن مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ کفار آپ کی طرف
کے خود بخود قائل تھے۔ مشیت کے مقرر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے
منزومات کو دہرا کہ ان کو کون سی توحید کی دعوت دی۔ یہ سوچنے کی بات
ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ ہذا ان
آیات کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ جواب پر بیان کیٹیا ہے کہ
یہ لوگ ایک عام کھلی ہوئی واضح بات کہتے ہیں الوہیت کا ادعا نہیں
کرتے جیسا کہ بندہ خدا نہیں ہو سکتا یا پھر ان لوگوں کا جواب ہے جو
موسے سے بشر کے نبی ہونے کے منکر تھے اسے محال سمجھتے تھے
فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ دو کہ یہ کون سا مسئلہ ہے میں
السان بھی ہوں اور رسول بھی۔ اذعانے رسالت سے انسان خدا تو
نہیں بن جاتا کیونکہ یہ ہر طرح محال ہے۔
دوسرے نے کسی اہلسنت والجماعت کے کسی عالم کسی فقیہ کا کہنا
وقلم سے آج تک یہ نہیں سنا کہ تمام رسول انسان نہیں ہوتے بلکہ فرشتے
ہوتے ہیں یا خدا ہوتے ہیں۔

ہاں خدا کے بعد تمام مخلوق خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن یا انسان

پیغمبر رب سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں ایسے انسانوں کے مانند ہو گئے ہیں
ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کذلک الوارثون اسفل
س چار پائے ہو کتا ہے چاند
یا ہم کا الانعام بل صم افضل

روح انسان ہوتے ہوئے عام انسانوں کی مانند نہیں ہوتے بشر
ہونے کے باوجود لوازمات بشریت میں تمام مخلوق میں بے مثل ہوتے
ہیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۸۱ ج ابن عساکر والذہبی
عن رجالہ ان اسید اجت اب اباہن مسیح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ والقی ید الی صدرہ فكان
انسیہ یدخل بیت المظلم فیہی۔ ابن عساکر اور ابن سنی نے اپنی
سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک
اسید امین ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو اس کا چہرہ اور سینہ اس
قدر روشن ہو گیا کہ اسید اندھیری کو ٹھٹھی میں داخل ہوتا تو وہ بھی
روشن ہو جاتی۔

بحان اللہ یہ وہ بات ہے کہ جن کی تصریح میں اللہ تعالیٰ فرماتا تھا
سید اللہ فوق امیہ

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہارا ہاتھ نہیں یہ اللہ کا ہاتھ ہے۔

و ما رويت ان رويت و لست الله رحيم
 یہ مٹی جو تم نے چھینکی ہے اللہ مٹی کی ایک مٹی تمام کفار کے
 انگوٹوں میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ تم نے نہیں چھینکی یہ اللہ نے چھینکی
 ہے۔ اسی لئے اللہ اقبال رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبد و یکر عبدہ چیزے دگر

ما سر یا انتظار او منتظر

عبدہ مہرست مگر تقدیر ہا

اندروہ ویرانہ با تعمیر ہا

۲۔ غصہ نفس کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ اخراج البقی عن عائشہ

رضی اللہ عنہا قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بجھڑ میں غیب تمثال غصہ فوضع یدہ علیہ فاذہ اللہ

یعنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لائے اس پر عقاب کی

تصویر تھی پھر اسی ڈھال پر مبارک اس پر رکھا تو وہ تصویر بالکل خاک

ہو گئی۔

۳۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ کی دعوت کا واقعہ تمام سیر کی کتابوں

میں مذکور ہے کہ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

پر مجھک کے انار دیکھے تو بڑی کے پاس آیا اور وہ یافت کیا کہ کھانے
 کو کچھ ہے۔ بڑی نے کہا یہ بکری اور کچھ بچا ہوا آٹا۔ اس نے بکری ذبح
 کی اور آٹا کھانے کے لئے کھا اور وہ کھانا ایک لکڑی کے پیالے میں ڈال
 کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے فرمایا سب قوم
 کو بلاؤ وہ سب آگئے فرمایا انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے میرے پاس بھیجو؟

چنانچہ جب ایک گدہ کھانا لے کر دوسرا آجاتا۔ حتیٰ کہ سب نے پیٹ بھر

کر کھا لیا تو پیالے میں کھانا بالکل اسی طرح موجود تھا۔ جس طرح پہلے تھا

آپ نے سب کھانے والوں کو کہا کہ خبردار کھانا کھاؤ۔ لیکن کوئی شخص بڑی

نہ توڑے۔ آپ نے وہ سب بڑیاں اسی پیالہ کے درمیان میں بچھ فرمائیں

اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور کچھ کلام فرمایا جسے ہم نہیں سن سکے

فان الشاة قامت تنفض انہا

وہ بکری آپ کے مبارک ہاتھوں کے نیچے سے کان بچھڑا کر

پھوٹ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے فرمایا بھائی بھائی کھانا کھا رہی ہیں

عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا یہ کیسے ہیں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی

بہادی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور نے اللہ سے دعا مانگی

کہ اے اللہ تعالیٰ نے چارے لئے اسے زندہ کر دیا ہے۔ میری بڑی نے

کہا۔ بیشک میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے چارے رسول ہیں۔

عمر المؤمنین اور طہریہ۔ مواہب لدنیہ میں ازہر نقا کا ذکر ہے۔ لیکن
شرح شفا علی قاری جلد اول صفحہ ۶۳۸ میں فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے لئے
یہ لفظ زیادہ مناسب ہے۔

۴۔ طہرائی اور ابوصمیم نے اپنی ترجمان سے ایک طویل روایت نقل
کی ہے۔ اسی کے آخر میں ہے کہ

یا یعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بالینا انا و

امی وخالق رحمنا من عندہ منہی فین قالت لیس

امی وخالق یا نبی ما رانا مثل هذا الرجل ولا احسن

منہ وجہا ولا النقی ثوبا ولا اللین کلاما رانا کانت

النور یخیر ج من فیہ۔ یعنی میری خالہ نے جب حضور

کا معجزہ دیکھا تو مجھے کہا کہ مجھے ان کے پاس لے جاؤ۔ حالانکہ اس سے

پہلے وہ مجھے آپ کے پاس جانے سے منع کیا کرتی تھیں۔ میری ماں اور

خالہ سب حاضر ہوئیں بیعت کی مسلمان ہوئیں اور جب ان میں سے کوئی

بیٹیا ایسا خوبصورت خوب سیرت انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ جب کلام فرماتے تھے تو آپ کے دہن مبارک کے اندر سے نور

کے شعلے نکلنے لگتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور حقیقی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ

عمر ابن الخطاب الصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر
اور ہاتھ پر پاتے پیر اور دعا کی کالی اسے زمین بخش راوی کہتا
ہے وہ سو سال سے اوپر زندہ رہے لیکن ان کے سر اور ہاتھ میں
سفید بال نہیں آئے اور ان کا چہرہ برفانی کی طرح چمکتا رہا۔ ہرگز اس
پر پیر پانی نہیں پڑا۔

مسافرانہ محمد ابن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں ٹرکا تھا کہ

جنتی مہرئی ہاتھی ٹھہر کر گر پڑی اور ٹوڑہ چل گیا۔ میرا باپ مجھے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پر ہاتھ

مبارک میرے گلے پر سے چڑھے پورا سے پیرا اور فرمایا اے رب اس کا

دکھ دو کہ حضرت صحیحہ ابانہس مبراہ میں اس وقت تھیں کہ

ہر گاہ گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

روایت سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرون باللیل اقبل

الی المسجد بمریج الطیب۔ یعنی آپ اندھیری رات میں مسجد

کی طرف آتے ہوئے سچان لے جاتے اس خوشبودار وجہ سے جو

راستہ میں پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث کو درامی نے ابواسم غنی سے

اور نزار والی علی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ابوبکر علی اور ابن عباس اور ابی بنہیم نے نقل کیا ہے کہ جب سورہ تبت پڑا ابی سب نازل ہوئی تو ابی ابیہ کی بیوی عورہ بنت حرب ہاتھ میں خنجر لئے بڑے جوش و خروش سے لاش لگاتے ہوئے مسجد میں آئی۔ حضرت ابوبکر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کیا حضرت وہ عورت بھڑکائی ہوئی آ رہی ہے کیا وہ وار کر جائے آپ نے فرمایا تسلی رکھ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھا شروع کر دیا وہ عورت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سر پر آن کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا دوست میری بھوکرتا ہے آپ نے جواب دیا میرا اتنا شاعر نہیں ہے بھوکرتا شاعر کا کام ہے وہ سچی ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا اس سے پوچھو میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا ہے مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی زوج ابی ابیہ نے کہا وہ مجھ سے غفل کرتا ہے تیرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔

در اس میں ایسے سب بشروں کو آواز دوں گا جنہیں قرآن وحی سے مجھ پر ملنا اور رجلا مکہ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ہاتھ کوئی جسم اس مبارک ہاتھ اور اس پاک جسم کی مشق ہے تو دکھا دو اور

اگر نہ دکھا سکے۔ اور ہرگز نہ دکھا سکے۔ تو اس دو رخ کے ملازم سے ڈرو جس کا ایندھن حرب میرے پیار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشق بننے والے کافر ہودی اور نصرانی ہیں۔ بخدا یہ بدترین عقیدہ ہے جو کفار سے تمہیں ورثہ میں مل رہا ہے۔

اعاذنا الرحمن سورہ الفاتحہ

بحق حبیب
محمد وآلہ وسلم